جس شخص نے بھی اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اس کا اجر اُسے بھی ملے گا۔ اور جو شخص اس پر عمل کرے گا۔ بغیر کسی کمی کے اتنا ہی اجر اس جاری کرنے والے کو بھی ملے گا۔ (حدیث نبوی)

اقوالِ سدادفی حقیقت میلاد

مئولف

مولوی محمد عمر وسنپوری

ادارہ اشاعت العلوم

بمقام

جامع مسجد الحنفیہ المعروف قبلہ صوفی صاحب والی وسن پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ تبارک وتعالیٰ ونصلی علی رسولہ الاعلیٰ

اَمّا بعد:۔ سرکارِ دو عالم ﷺ صاحب ایمان لوگوں کے ایمان کی جان ہیں اور آپ ﷺ سے اظہار محبت ہر مومن کی شان و پہچان ہے لیکن بعض گمرہ گر لوگ اس کاوش میں ہیں کہ آفتاب و ماہتاب عالم ﷺ کی آمد کے محاسن اور محامد کے چرچے کو اپنے سینہ پر کینہ کے غبار سے آلودہ بنائیں لیکن اللہ عزوجل کے اس فرمان وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے سامنے یہ بے ادبی کا غبار و باد بالکل برباد ہے اور رہیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

احقر کی نظر میں یہ پرچہ جو کہ ''حقیقت میلاد'' کے نام سے لکھ کر بروز جمعہ بتاریخ 07-04-06 بازاروں میں تقسیم کیا گیا جس کے مرتب قاضی محمد یونس انور نامی کوئی شخص ہیں جن کی نظرِ بد اس دور کے فتنوں اور بد عملیوں کو نظر انداز کرتی ہوئی صاحبِ لولاک کے ذکر پاک کی محفل پر آن ٹھہری، اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محفل ذکرِ میلاد النبی ﷺ دو وجہ سے بدعت و گناہ ہے۔

پہلی وجہ: زمانہ خیر القرون میں اس کا کہیں ثبوت نہیں اگر ہو تو چشمِ ما روشن دلِ ماشاد؟

جواب: آپ اس ذکرِ پاک کی محفل کا ثبوت خیر القرون سے مانگتے ہیں ہم اس کا ثبوت خیر الکلام، پاکیزہ قرآن سے دیتے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح معروف و معلوم ہوگی کہ اس ذکر کی محفل بالیقین خیر القرون میں انعقاد پذیر ہے ورنہ خیر القرون پر وہ جرم عائد ہوگا جسے قاضی صاحب کی پوری ذریت بکوشش نہ دھو پائیگی اور وہ اللہ عزوجل کا یہ فرمان، دنیا و آخرت کا عمدہ سامان ہے: وذکرھم بأیام اللہ، (سورۃ ابراہیم، آیت: ۵): ترجمہ: اپنی قوم میں اللہ کے دنوں کا ذکر کرو۔ جس کی تفسیر خود سرکار دو عالم ﷺ نے یوں ارشاد فرمائی: عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ فی قولہ تبارک تعالیٰ وذکرھم بایام اللہ، قال بنعم اللہ تبارک وتعالیٰ۔ (مسند امام احمد، ج:۵، ص:۱۲۲) یعنی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول: وذکرھم بایام اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: (ایام اللہ) سے مراد اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی نعمتوں کا ذکر واجب ہے پھر وہ نعمت کہ جو کائنات کی تمام نعمتوں سے افضل واعلیٰ ہے، اس نعمت کے ظہور کے وقت کو مبارک جان کر اس کا تذکرہ نہ کرنا جرم عظیم ہے اور اس جرم کو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے سر منڈھنا اس سے بھی بڑا جرم ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ یہ مبارک لوگ اپنی مجالس میں اس نعمتِ عظمیٰ کی آمد کے تذکرہ سے خدا کا شکر ادا کرنے سے محروم رہے ہوں۔

دوسری وجہ: معترض نے عجیب بدحواسی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ محفلِ میلاد منعقد کرنا، جلوس نکالنا، بھنگڑا ڈالنا، رقص کرنا، قوالیاں گانا کس طرح سے جائز ہے؟

جواب: محفلِ میلاد اور جلوس کے انعقاد کے ساتھ بھنگڑا اور قص کو جمع کر کے سوال کرنا کہ یہ کس طرح سے جائز ہے یہ بات اس طرح سے ہے کہ کہا جائے کہ عید الفطر کے روز نماز پڑھنا اور نماز کے بعد مبارکباد دینا پھر سینما گھروں کا رخ کرنا اور مقام تفریحات میں عورتوں کا بے حجاب پھرنا یہ سب کس طرح سے جائز ہے لہذا عید الفطر منانا بھی ایسا ہی جرم ہے کہ جیسا عیدِ میلاد۔

قاضی صاحب یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ برائی کا بوجھ اچھائی پر ڈال کر اچھائی کو ہی ڈبو دیا جائے، برائی برائی ہے اور اچھائی اچھائی، یہ تو اس امت کا خاصہ قرآن عظیم میں بیان کیا گیا ہے: تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ (سورۃ آل عمران۔ آیہ: ۱۱۰) ترجمہ: اے امتِ محبوب۔ تم معروف یعنی نیکی کا حکم دیتے ہو اور منکر یعنی برائی سے منع کرتے ہو۔

لیکن یہاں قاضی صاحب اور ان کی ذریت کا عجیب عالم ہے کہ برائی کو چھوڑتے ہیں اور اچھائی سے روکتے ہیں، معلوم ہوا کہ یہ خیر امت لوگوں میں سے نہیں ہیں۔

چنانچہ محفلِ میلاد منانا عین منشاء خداوندی ہے اور اس کی اصل احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ہم اس پر ابھی دلائل پیش کریں گے لیکن اس سے قبل قاضی صاحب کی اس فریب کاری کا پردہ چاک کئے دیتے ہیں۔

محفل میلاد کی موجودہ صورت کا موجد

قاضی صاب لکھتے ہیں محفلِ میلاد "عراق کے شہر موصل کے بے دین اور فضول خرچ حکمران مظفر الدین کوکری، صاحبِ اِربل کی ایجاد ہے" حالانکہ اگر قاضی صاحب اس متین لائق صد تحسین حاکم پر نظرِ انصاف ڈالتے تو ممکن ہے یہ کلامِ بدتمیزی ارشاد نہ فرماتے۔

تین لاکھ روپے کی حقیقت

نامور محدث امام جرح وتعدیل علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: وہ بادشاہ ہر سال محفلِ میلاد پر تین لاکھ روپے خرچ کرتا تھا۔

اگر قاضی صاحب علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حاکم کے بارے میں لکھے ہوئے کلمات مکمل طور پر لکھ دیتے تو ان کے ڈھول کا پول کھل جاتا، بہر حال وہ ہم کھولے دیتے ہیں، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں یوں تحریر وتوصیف فرماتے ہیں: سلطان الدین الملک المعظم مظفر الدین ابو سعید کوکری بن علی بن بلتکین بن محمد الترکمانی، صاحبِ اِربل.... ثم اتصل بخدمۃ السلطان صلاح الدین وغزا معہ الخ: یعنی علامہ رحمۃ اللہ علیہ مظفر الدین صاحب اربل کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ شخص ترقی کرتے ہوئے سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور ان کے ساتھ غزوات میں حصہ لیا اور اسی قیام کے دوران سلطان صلاح الدین ایوبی مظفر الدین سے محبت کرنے لگے حتی کہ اپنی بہن ربیعہ کو آپ کے نکاح میں دے دیا.... پھر سلطان نے مظفر الدین کو اربل اور شہر زور کا علاقہ عطا کیا پھر فرماتے ہیں: وکان محبا للصدقۃ لہ کل یوم قناطیر خبز الخ۔ یعنی مظفر الدین صدقہ کو محبوب جانتے ہوئے روزانہ روٹیوں کے کئی ڈھیر خیرات کرتے اور عام خلق کو لباس پہناتے اور انہیں دینار عطا کرتے دیگر نیکی کے کاموں کے ساتھ ساتھ، عورتوں، یتیموں اور معذوروں کیلئے دار النساء وایتام وغیرہ تعمیر کیا اور مریضوں کے لئے ہسپتال بنایا جس میں خود دورہ فرماتے اور مہمان خانہ تعمیر کیا جس میں ہر قسم کے مہمان آکر ٹھہرتے اور شافعیہ وحنفیہ کیلئے مدرسہ تعمیر کیا جہاں دستر خوان بچھتا، سماع میں اکثر حاضری دیتے اور صوفیوں کیلئے رباطیں بنائی تاکہ ان کے پاس سماعات میں حاضری ہو۔ حاجیوں اور مجاورینِ مکہ پر ہزاروں

دینار خرچ فرماتے، عرفات تک پانی کو جاری کیا۔ لیکن محفل میلاد کا عجیب عالم تھا کہ عراق و جزیرہ سے لوگ اس محفل میں شرکت کیلئے آتے جن کیلئے لکڑی کے قبے نصب کئے جاتے اور امراء کیلئے آلات غناء و کھیل مہیا کیے جاتے۔ ہر دن بوقت عصر ان قبوں میں تشریف لاتے، گائے، اونٹ اور بکرے کثرت سے ذبح کئے جاتے، صوفیوں کو خلعتیں عطا کی جاتی اور واعظین میدان میں کلام کرتے جن پر کھل کر خرچ کیا جاتا۔ پھر علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کلمات ذہب یعنی سونے سے لکھنے والے ہیں: مظفر الدین تواضع کرنے والے بہترین سنی اور فقہا و محدثین سے محبت کرنے والے تھے اور بعض اوقات شعراء کو بھی نوازتے اور جو کچھ ابن خلکان وغیرہ نے ان کے بارے میں لکھا اسے انسانی تقصیر جان کر انہیں معذور سمجھنا چاہیے۔ (سیر اعلام النبلاء۔ج:۲۲۔ص:۳۳۶ مؤسستہ الرسالۃ البیروت)

پھر سبط ابن جوزی نے اس حاکم کے بارے میں جو توصیف کی اس میں بھی تخریب کی گئی۔ حالانکہ سبط ابن جوزی فرماتے ہیں: مظفر الدین ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ، خانقاہ پر دو لاکھ اور مہمان خانہ پر ایک لاکھ دینار خرچ کرتے (سیر اعلام النبلاء۔ج:۲۲۔ص:۳۳۶)

ابو الفداء الحافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں اس بادشاہ کے بارے میں یوں لکھتے ہیں: کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاوّل ویحتفل احتفالاً ھائلاً وکان مع ذلک شھماً شجاعاً بطلاً عاقلاً عالماً عادلاً رحمہ اللہ واکرم مثواہ (البدایہ والنہایہ۔ج:۱۳۔ص:۱۳۷) یعنی مظفر الدین ربیع الاوّل میں میلاد شریف کرتے اور عظیم الشان محفل کا انعقاد کرتے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ ذہین، شجاع، بہادر، عقلمند، عالم اور عادل شخص تھے اللہ ان پر رحمت نازل کرے اور ان کے آخری ٹھکانے کو مکرم بنائے۔

بصیرت افروز واقعہ: ابو الفداء الحافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ قالت زوجتہ ربیعہ خاتون بنت ایوب کان قمیصہ لایساوی خمسۃ دراھم الخ:۔ یعنی اس بادشاہ کی بیوی ربیعہ خاتون جو کہ ایوب کی بیٹی (صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی بہن) ہیں فرماتی ہیں کہ مظفر الدین کی قمیض پانچ درہم کی بھی نہ ہوتی ایک روز میں نے اس پر اعتراض کیا تو مظفر الدین فرمانے لگے: لبسنی ثوباً بخمسۃ

الخ یعنی میرا لباس پانچ درھم کا ہو اور باقی میں خیرات کر دوں اس سے بہتر ہے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقیروں مسکینوں کو چھوڑ دوں (البدایہ والنہایہ۔ ج:۱۳ص:۱۳۷)

چنانچہ اس بادشاہ کی بے دینی اور فضول خرچی کا الزام بے پر کی چھوڑی اور رہا علامہ ناصر الدین فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ، اُس تحریر کا ردِ بلیغ حضرت مفتی و محدث امام الملۃ والدین امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں شافی وکافی فرمایا ہے، اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں کہ شاید آپ کے لیے چشمِ ماروشن دلِ ماشاد کا مصداق ہو۔

رہا ''ابوالخطاب عمر بن دحیہ کے بارے میں کہ وہ کذاب مظفر الدین کا ساتھی تھا'' کہاں کے سفر و حضر کا ساتھ، بات صرف اتنی سی ہے کہ ابن دحیہ نے مظفر الدین کے محفلِ میلاد سے محبت کو دیکھتے ہوئے، میلاد شریف کو موضوعِ سخن بنا کر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''التنویر فی مولد النبی البشیر'' رکھا اور اسے بادشاہ مظفر الدین کے دربار میں پیش کر کے دس ہزار دینار انعام پایا۔

اس پر بھی قاضی صاحب خوب بھڑ کتے ہیں کہ اس شخص نے ''محفلِ میلاد'' کا مواد فراہم کر کے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔ حالانکہ میلاد شریف کے ثبوت میں لکھی گئی اور محدثین و علماء کی کتب بھی موجود ہیں جن میں سے چند کے نام برائے بصیرت لکھے دیتا ہوں:

(۱) حسن المقصد فی عمل المولد: مصنف امام الملۃ والدین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ۔

(۲) عرف التعریف فی المولد الشریف: مصنف الشیخ امام شمس الدین محمد بن محمد الجزری المتوفی ۸۳۳ھ۔

(۳) الانوار و مفتاح السرور والافکار فی مولد النبی المختار: مصنف ابوالحسن احمد بن عبد اللہ البکری رحمۃ اللہ علیہ، سات اجزاء میں۔

(۴) الدر المنظم فی مولد النبی المعظم: مصنف ابوالقاسم محمد بن عثمان اللؤلؤی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ ۸۶۷ھ۔

آپ نے دیکھا کہ مظفر الدین حاکم کیسی سیرت اور کیسے ثواب کے مستحق ہیں اور قاضی صاب طعن و تشنیع یہاں کیا مطلب رکھتی ہے پھر ثواب پر نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گواہی دے رہا ہے۔

حدیث (۱): جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا بعدہ.....الحدیث (رواہ مسلم)۔ یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لیے اس کا اجر بھی ہے اور جو شخص بعد میں اس پر عمل کرے گا، اس کے اجر میں کمی کئے بغیر جاری کرنے والے کو اجر دیا جائے گا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خیر القرون کے بعد بھی جو نیک کام جاری ہوا وہ بدعت سیئہ نہیں بلکہ اسے بدعت و برا کہنے والا خود بدبخت و بدعتی ہے۔

محفل میلاد کی اصل حدیث کی روشنی میں

حدیث (۲): شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل احمد بن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وقد ظھر لی تخریجھا علی اصل ثابت وھو ما ثبت فی الصحیحین: یعنی محفل میلاد کی تخریج اور اس کی اصل حدیث میں ہے جو کہ مجھ پر ظاہر ہوئی اور وہ حدیث یہ ہے جو صحیحین یعنی بخاری و مسلم میں روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو ان سے پوچھا گیا جواباً انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ الاسلام کو نجات دی پس ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نعمت کے حصول یا تنگی کے دور ہونے کی وجہ سے کسی معین دن اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا کرنا درست ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر مختلف عبادات سے ممکن ہے مثلاً (سجود، صیام، صدقہ، تلاوت وغیرہ) م پھر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ظہور سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کے مناسب یہ ہے کہ بعینہ اس دن کا لحاظ کیا جائے تا کہ قصہ موسیٰ علیہ الاسلام سے مطابقت ہو۔ (الحاوی للفتاوی ج:۱۔ص:۳۰۲)۔

محفل میلاد کارِ خیر ہے یا کارِ بد

(۱)۔وقد قال ابن حجر الھیثمی : ان البدعة الحسنة متفق علی ندبھا وعمل المولد والاجتماع الناس لہ کذلک ای بدعة حسنة: یعنی بے شک بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور میلاد منانا اور لوگوں کا اس کے لیے جمع ہونا یہ بھی بدعت حسنہ (نیا اور اچھا کام) ہی ہے۔(تفسیر روح البیان۔سورة الفتح تحت آیة:۹_۱)

(۲)۔قال السخاوی لم یفعلہ احد من القرون الثلاثة وانما حدث بعد ثم لا زال اہل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویعتنون بقراءة مولدہ الکریم ویظہر من برکاتہ علیھم کل فضل عظیم۔یعنی امام سخاوی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں: (محفل میلاد) کا قرون ثلاثہ میں سے کسی نے انعقاد نہیں کیا، اس میں شک نہیں کے یہ طریقہ بعد میں ظاہر ہوا لیکن اہل اسلام کے تمام بڑے شہروں اور دور دراز علاقوں میں میلاد منایا جاتا رہا اور لوگ اس رات مختلف نوع کے صدقات کرتے ہیں اور میلاد مصطفے کریم ﷺ پڑھا جاتا ہے اور اس کی برکات سے ان پر ہر قسم کا فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔(تفسیر روح البیان۔سورة الفتح تحت آیة:۹_۱)

(۳) قال ابن الجوزی من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلة بنیل البغیة والمرام: یعنی ابن جوزی فرماتے ہیں: میلاد کے خواص سے ہے کہ اس سال میں بلیات سے امان حاصل ہوتا ہے اور میلاد مقصد کے حصول کے لیے خوشخبری ثابت ہوا ہے۔(تفسیر روح البیان۔سورة الفتح تحت آیة:۹_۱)

امام الملة والدین امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا فتوی

سوال: الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذی اصطفی وبعد فقد وقع السوال عن عمل المولد النبی فی شہر ربیع الاول الخ۔یعنی اللہ تعالی کی حمد اور اس کے حبیب مصطفے پر درود کے بعد سوال عرض ہے کہ ربیع الاول میں مولود شریف منانا شرع کے اعتبار سے کیا حکم رکھتا ہے کہ یہ نیک کام ہے یا بد کیا اس

کرنے والے پر ثواب مرتب ہوگا یا نہیں؟

جواب: میلاد منانے کی اصل یہ ہے کہ لوگوں کا اجتماع ہو قرآن عظیم سے جو میسر آئے پڑھا جائے ان روایات کا بیان جس میں نبی ﷺ کی پیدائش کا معاملہ اور جن نشانیوں کا ظہور ہوا ان کا ذکر ہو پھر طعام کے لئے دستر خوان بچھانا اور اس پر کسی قسم کی زیادتی کیے بغیر لوٹ جانا ایسی بدعتِ حسنہ (یعنی نیک کام) ہے جس کے کرنے والے پر ثواب مرتب ہوتا ہے کیونکہ ایسا کرنے میں نبی اکرم ﷺ کی قدر و منزلت کی تعظیم اور اظہارِ خوشی ہے اور میلاد شریف سے بشارت اور برکت حاصل کرنا ہے (الحاوی للفتاوی ج 1۔ص:292)۔

فریب کاری: قاضی صاحب نے میلا شریف کے خلاف بطور ثبوت حضرت مجد الف ثانی کا فتوی پیش کیا اور جس مکتوب کا حوالہ دیا وہاں ان الفاظ کے ساتھ کچھ بیان نہیں پایا گیا، ہاں مگر اس مکتوب میں اس قدر ضرور موجود ہے کہ آپ نے فرمایا اس (محفل کے) منع کرنے میں فقیر کا مبالغہ اپنے طریقہ کی مخالفت کے باعث ہے طریقت کی مخالفت خواہ سماع و رقص سے ہو خواہ مولود اور شعر خوانی سے ہر طریقہ کے لئے مطلب خاص تک وصول ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس منع کی وضاحت اپنے دوسرے مکتوب میں فرمادی جس کے لیے قاضی صاحب نے علماء یہود کا سا طریقہ اختیار کیا۔

حضرت مجد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کا مفصل فتوی ملاحظہ ہو

خواجہ حسام الدین کے محفل میلاد کے متعلق لکھے گئے خط کے جواب میں فرماتے ہیں: اور پھر آپ نے مولود خوانی کے متعلق لکھا تھا اچھی آواز سے صرف قرآن اور نعت و منقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور مقامات نغمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریق سے الفاظ کو پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی جائز نہیں ہے اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھا جائے کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ متحقق نہ ہوں اور اس کو صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر کونسی رکاوٹ ہے۔ میرے مخدوم! فقیر کے دل میں خیال آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو پوری طرح بند نہ کریں گے

ابوالہوس باز نہ آئیں گے، اگر تھوڑا جائز کرو گے تو وہ زیادہ ہو جائے گا، مشہور مقولہ ہے کہ تھوڑی چیز سے زیادہ بن جاتی ہے والسلام۔ (مکتوب نمبر ۲۷، حصہ ہشتم، دفتر سوم: مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

یعنی محافل میلاد میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی مکروہ بات بھی ہو تو خطرہ ہے کہ بڑھتی بڑھتی حرام کو نہ پہنچ جائے لہذا کسی چھوٹی سے چھوٹی غیر مشروع بات کو بھی ان محافل میں جگہ مت دیں۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کی حقیقت

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی میں بھی وہی روح ہے جو کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی میں ہے کہ داڑھی منڈھے، تارک نماز، شرابی، بے وضو لوگوں سے میلاد پڑھوانا اور سننا سب ناجائز ہے لیکن اگر درست و مشروع طریقے سے محفل کا انعقاد کیا جائے تو اس کے فوائد و ثواب کے بارے میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی ملاحظہ فرمائیں:

مرسلہ محمد احمد خاں صاحب: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کہے کہ نماز تراویح میں قرآن سننے سے ذکرِ ولادت باسعادت آنحضرت ﷺ کا سننا اچھا ہے، آیا یہ شخص غلطی پر ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

جواب: اگرچہ قرآن عظیم و تہلیل و تکبیر، تسبیح و ذکر شریف حضور پرنور سید عالم ﷺ سب ذکر الٰہی ہیں، آیہ کریمہ ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں حدیثِ قدسی ہے: جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا: اے محبوب! میں نے تجھے اپنے ذکروں میں سے ایک ذکر بنایا ہے جس شخص نے تیرا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا (کتاب الشفاء: للقاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ، ج:۱، ص:۲۰) مگر قرآن عظیم اعظم طرق اذکار الٰہیہ ہے حدیث قدسی میں ہے سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: رب عزوجل فرماتا ہے: جسے قرآن عظیم میرے ذکر و دعا سے روکے یعنی بجائے ذکر و دعا قرآن عظیم میں مشغول رہے اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں اور کلام اللہ کا فضل سب کلاموں پر ایسا ہے جیسا اللہ عزوجل کا فضل اپنی مخلوق پر اسے ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا ہے۔

خصوصاً تراویح کا ایک ختم جو کہ سنت جلیلہ ہے اور مجلسِ میلاد مبارک عمل مستحب اور سنت مستحب سے بلاشبہ افضل ہے ہاں اگر کسی شخص کے لیے عارض خاص پیدا ہو تو ممکن ہے کہ ذکر شریف سننا اس کے حق میں قرآن مجید سننے بلکہ اصل تراویح سے بھی زیادہ اہم و آکد ہو جائے مثلاً اس کے قلب میں عدو رجیم نے معاذ اللہ حضور پر نور ﷺ کی طرف سے کچھ وساوس ڈالے اور ایک عالمِ دین مجلس مبارک میں ذکر اقدس فرما رہا ہے اس کا سننا اس وساوس کو دور کرے گا اور دل میں معاذ اللہ معاذ اللہ ان کے جم جانے کا احتمال ہو تو قطعاً اس پر لازم ہوگا کہ ذکر شریف میں حاضر ہو کر محبت و تعظیم حبیب کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم حاصل کرے کہ اصل کار اور مدار ایمان ہے، معاذ اللہ یہ نہ ہو تو نہ قرآن مفید، نہ تراویح نافع نسأل اللہ العفو والعافیہ (فتوی رضویہ۔ج:۷، ص:۴۸۲)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

آپ فرماتے ہیں: حدیث ثویبہ درایں جا سنداست مراھل موالید... الخ۔ یعنی حدیث ثویبہ اس جگہ میلاد کروانے والوں کے لیے سند ہے۔ (مدارج النبوۃ فارسی۔ص:۱۲، ج:۲)

کیا حضور کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی؟

قاضی صاحب اتنے ہیچ پیچ اور راہِ ضلالت دکھانے کے بعد بھی مطمئن نظر نہیں آتے نئی حیلہ گری، شبلی اور مصر کے نجومی کا سہارا لیتے ہوئے اور کبھی کتب وہابیہ کا دامن تھامتے ہوئے ولادت باسعادت آٹھ اور نو تاریخ ربیع الاول کو ثابت کرتے ہیں، تم تو آٹھ اور نو کو ہی میلاد منالو لیکن کہاں نیک بختی اور کہاں بدبختی۔

بات تو محفل میلاد کے انعقاد کے مشروع ہونے میں تھی لیکن قاضی صاحب اس کوشش میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح امتِ محمدیہ کو تاریخِ ولادت کے اختلافی مسئلہ میں ہی الجھا کر شاید مقصد برآری ہو۔ یہ مسئلہ اختلافی ہے جیسا کہ خود قاضی صاحب کی تحریر سے واضح ہے لہذا اختلاف کی صورت میں مشہور و جمہور کو چھوڑنا کیسے مناسب ہے جیسا کہ خود ہی فرماتے ہیں ''مشہور یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی''، لیجئے اس کی حقیقت بھی آپ کے

سامنے تحریر کئے دیتے ہیں:

(۱): امام برھان الدین الحلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ولد رسول اللہ ﷺ عند بھار النھار ای وسطہ وکان ذلک الیوم لمضی اثنی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول۔ یعنی رسول اللہ ﷺ وسط نہار میں پیدا ہوئے اور وہ دن ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد تھا۔

پھر امام حلبی فرماتے ہیں: اسی تاریخ پر اجماع بیان کیا گیا اور اسی پر اب بھی عمل ہے یعنی سب بلاد وامصار میں خصوصا اہل مکہ کا کہ وہ اسی دن (بارہ ربیع الاول) کو جائے ولادت ﷺ کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ (السیرۃ الحلبیہ۔ج:۱،ص:۸۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا تحقیقی ارشاد

بعض بارہ بھی کہتے ہیں اور بعض دو ربیع الاول اور بعض آٹھ ربیع الاول لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا زیادہ مشہور واکثر ہے، اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے، وہ ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ پھر شیخ فرماتے ہیں: یہ ولادت مبارکہ بارہویں ربیع الاول کی رات روز دوشنبہ (پیر کے روز) واقع ہوئی۔ (مدارج النبوۃ اردو۔ج:۲،ص:۲۳)

پھر امام زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ جن کا حوالہ قاضی صاحب بھی معتبر خیال کرتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب میں وہابیت اضل الامم کا بیڑا غرق در جہنم کرتے ہوئے لکھا ہے: قیل ولد لاثنتی عشر ربیع الاول: یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہے، وعلیہ عمل اہل مکۃ قدیما وحدیثا زیارتھم موضع مولدہ فی ھذا الوقت ای ثانی عشر ربیع الاول۔ یعنی اہل مکہ زمانہ (اسلام) قدیم وجدید سے اس وقت مقام ولادت کی زیارت کے لیے آتے ہیں یعنی بارہ ربیع الاول کے روز۔ (زرقانی۔ج:۱،ص:۱۳۲)

چنانچہ معلوم ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی یاد میں اکٹھے ہونا اور میلاد پڑھنا زمانہ اسلام قدیم سے چلا آرہا ہے وباللہ التوفیق وبہ نستعین۔

احقر العباد محمد عمر (کتبہ بروز ہفتہ، ۰۶۔۰۴۔۰۸ء بمطابق ۲۷۔۰۳۔۰۹ھ)